بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

مُحبّتِ اہلبیتِ رسول

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد

75/6 - 2 - 23 مغلپورہ۔ حیدر آباد - اے پی

﴿ بہ نگاہ کرم حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : محبتِ اہلبیتِ رسول (تلخیص: خطبہ برطانیہ)

تصنیف : شیخ الاسلام رئیس المحققین مفتی اعظم علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

مرتب : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تصحیح و نظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اُول : اکتوبر ۲۰۰۴

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپیئے

ملنے کا پتہ : مکتبہ انوار المصطفٰے

23-2-75/6 مغلپورہ ۔ حیدرآباد (دکن)

Maktaba Anwarul Mustafa

Moghal Pura, Hyderabad - A.P.

Ph: 9848576230 - 55712032

☆ مکتبہ اہل سنت و جماعت عقب مسجد چوک حیدرآباد

☆ مکتبہ عظیمیہ پنچ محلّہ نیو بس اسٹانڈ چار مینار

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۵	حضور ﷺ کے اہلبیت کون؟	۱
۹	اہلبیت کے فضائل	۲
۱۳	نسبت نبوی ﷺ	۳
۱۷	اُمت سے رسول کا مطالبہ	۴
۱۸	مشرکین عرب کی پیش کش	۵
۱۹	منافقت کی بدترین صورت	۶
۲۰	بُرا کہنا ہی پڑے گا	۷
۲۰	کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا	۸
۲۲	رسول نے سرمایہ ٹھکرا دیا	۹
۲۲	رسول کے گھرانے کا مزاج	۱۰
۲۳	رسول کا اُمت سے مطالبہ کیوں؟	۱۱
۲۵	اہلبیت کے لئے محبت کا اصرار کیوں؟	۱۲
۲۶	اہل محبت کی کیفیت	۱۳
۲۸	محبت کی فطرت	۱۴
۲۹	حسنین کو ٹریننگ	۱۵
۳۱	اہلبیت کے لئے ارشادات نبوی	۱۶
۳۱	محبت کی تشریحیں	۱۷
۳۲	علی ولی	۱۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۹	محبت کا تقاضہ	۳۳
۲۰	عجیب محبت	۳۴
۲۱	محبت کی آزمائش	۳۵
۲۲	محبت کی آزمائش بارگاہِ امام رضا میں	۳۶
۲۳	محبت کی آزمائش میدانِ کربلا میں	۳۶
۲۴	اللہ تعالیٰ ذوق سجدہ عطا فرمائے	۳۹

جماعتِ اہلحدیث کا فریب: اہلحدیث دورِ جدید کا ایک نہایت ہی پُرفتن

جماعتِ اہلحدیث کا نیا دِین: بدعقیدہ، دہشت گرد، وحشت ناک اور بدعتی

اہلحدیث اور شیعہ مذہب : فرقہ ہے۔ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریزوں نے جاگیر، مناصب اور نوابی دے کر اس باطل فرقے کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا تھما دیا تھا۔ اہلحدیث کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار نظریات وافکار اور صحابہ کرام، تابعین عظام، محدثین ملت، فقہائے اُمت، اولیاء اللہ، ائمہ دین، مجتہدین ومجددینِ اسلام اور اسلاف صالحین کے خلاف اعلان بغاوت ہے۔ تفسیر بالرائے، احادیث مبارکہ کی من مانی تشریح، خود ساختہ عقائد ومسائل، انکار فقہ اور ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی وبکواس اس فرقہ کا خصوصی وصف ہے

مذہب اہلحدیث کے خصوصی عقائد ومسائل اور پوشیدہ رازوں سے واقفیت کے لئے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

محبتِ اہلبیتِ رسول

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الأنبيآء والمرسلين وعلىٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعين . أما بعدُ فقد قال الله تعالىٰ فى القرآن الكريم

﴿**قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبىٰ**﴾ (شوریٰ)

اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے۔

مَنّ عَلَيْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمّدًا اَيّدَهٗ بِاَيّدِهٖ اَيّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَهٗ مُبَشّرًا اَرْسَلَهٗ مُمَجّدَا صَلُّوْا عَلَيْهِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَيْهِ سَرْمَدًا

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کے اہلبیت کون؟ لفظ اہل کے لغوی معنٰی ہیں والا' اسی لئے کہا جاتا ہے اہلِ علم' اہلِ دولت' اہلِ ملک وغیرہ۔۔یعنی علم والا' دولت والا' ملک والا۔۔ لہٰذا اہلِ بیت کے معنٰی ہوئے گھر والے۔اسی اہل سے آل بنا' یہ بھی اہل کے معنٰی میں ہی ہے مگر اہل کی نسبت انسان' گھر' علم' دولت سب کی طرف ہوجاتی ہے لیکن آل کی نسبت صرف دُنیاوی یا دینی عزت ووجاہت والے انسان کی طرف ہوتی ہے۔ اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی' قرآن کریم نے حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا بلکہ ایک سورت کا نام آل عمران رکھا گیا جس میں عمران کی بیوی حنہ اور بیٹی حضرت مریم کا ذکر ہے اور فرعون کی پولیس وخدام کو قرآن نے آلِ فرعون فرمایا: ﴿**وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ**﴾ اور جب ہم نے تم کو فرعون کی آل (فرعون کے خدام) سے نجات دی۔

اصطلاح میں اہلبیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔اہلبیت نبی کے معنی ہیں، نبی کے گھر والے، پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں جیسے حضور ﷺ کے چاروں فرزندار جمند طیّب، طاہر، قاسم، ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔۔دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد دوسرے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کہ حضور ﷺ کے گھر میں پیدا تو ہوئیں مگر نکاح کے بعد اپنے سُسرال میں رہیں۔ چاروں فرزند اور چاروں صاحبزادیوں کو اہلبیت وِلادت کہا جاتا ہے۔۔تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر بعد میں حضور ﷺ کے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کہ اُن کی وِلادت اپنے والدین کے گھر ہوئی مگر حضور ﷺ کے نکاح میں آکر حضور ﷺ کے گھر میں رہیں، انہیں اہلبیت سکونت کہتے ہیں۔

یہ تینوں قسم کے حضرات اہل بیتِ رسول ہیں۔۔اُردو محاورہ میں بھی تمام بیوی بچّوں کو اہلِ خانہ یا عیال واطفال یا گھر والے(Family Members) کہا جاتا ہے۔

لہذا حق یہ ہے حضور ﷺ کی تمام اولاد، صاحبزادے، صاحبزادیاں اور تمام ازوج حضور ﷺ کے اہلبیت ہیں (تفسیر کبیر، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات)

ازواج مطہرات کا اہلِ بیت نبوت ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات ناطق ہیں اور بہت احادیث صیحہ وارد ہیں۔۔لہذا ازواجِ پاک کے اہلبیت ہونے کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔

﴿وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ﴾ (ال عمران) اور یاد کروائے حبیب جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ سے چلے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔

حضور ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے اُحد کی طرف تشریف

لے گئے تھے، رب نے اُسے **اَهْلِكَ** فرمایا۔۔معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلبیت نبی ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

ماعلمت علی اهلی الا خیرا (بخاری) میں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔

﴿اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب/۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک وصاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ اور آپ کی اولاد پاک کی شان رفیع میں یہ آیت تطہیر نازل فرمایا۔ اس آیت کریمہ سے ماقبل کی آیات میں اوّل سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں اس لئے **اَهْلَ الْبَيْتِ** کے لفظ کا خطاب بھی انھیں کے لئے ہے۔اس کی تائید عرف عام سے بھی ہوتی ہے کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی ہی کو کہا جاتا ہے **اَهْلَ الْبَيْتِ** گھر والی کا ترجمہ ہے اس لفظ کو وسعت دے کر ہم گھر والوں کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا ۔غرض نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت علی مرتضیٰ، حضرات حسنین کریمین (امام حسن وامام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات واحادیث کے جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی مذہب ہے علمائے اہلسنت کا۔

آیت تطہیر (پاکی کی آیت) میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج مطہرات رسول ﷺ کے اہل بیت ہیں اس واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے۔
ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں

نازل ہوئی جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ **الست من اهل البيت** یارسول اللہ ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا **انك الیٰ خيرانت من ازواج النبی** (ﷺ) یقیناً آپ بھلائی پر اور نبی کے ازواج میں سے ہیں۔آپ فرماتی ہیں کہ گھر میں رسول کریم ﷺ کے علاوہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے تو سید عالم ﷺ نے سب کے اُوپر چادر ڈال دی اور فرمایا **اللهم هؤلاء اهل بيتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهير**۔اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو اُن سے رجس (نجاست، گندگی) کو دور فرما اور انھیں خوب پاک فرما (تفسیر خازن)

جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ اہل بیت سے ازواج رسول اور اولا د رسول مراد ہے یعنی تمام امہات المؤمنین، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہراء، حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (شرف غالبانہ مؤید۔:امام یوسف نبھانی علیہ الرحمہ)

اللہ تعالیٰ نے جب اہل بیت سے رجس و ناپا کی دور کرنے اور انھیں خوب ستھرا کرنے کا ارداہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ اُس نے اپنا ارادہ پورا فرما کر انھیں طہارت کا اعلیٰ و کامل درجہ نصیب فرما دیا۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے اور یہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان رفیع کا مقتضی ہے۔ سرورکونین ﷺ کا ارشاد ہے: **انا واهل بيتی مطهرون من الذنوب** (روح المعانی) میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

﴿وَاذْكُرْنَ مَايُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴾ (الاحزاب/۳۴) (اے ازواج رسول) یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور ﷺ کے گھروں کو ازواج مطہرات کے گھر فرمایا اور یہ بات اپنے اندر ایک عظیم شان رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے گھروں کو مہبط وحی الٰہی اور حکمتِ ربانی کا گہوارہ قرار دیا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مکان کی عزت وتکریم مکین سے ہوتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی الگ مستقل مکان ازواج مطہرات کے اُن حجروں کے علاوہ تو تھا نہیں تو یہاں ﴿ بُيُـوۡتِكُنَّ ﴾ (تمہارے گھر اے ازواج النبی) لا کر یہ بات بھی مسلمانوں کو بتائی گئی کہ زوجین کریمین میں کمال اتحاد و یگانگت موجود ہے اُن میں سے کسی کو حضور ﷺ کے دامنِ کرم سے علحدہ کرنا ایمان وغیرت ایمان کے منافی ہے اب ازواج مطہرات کے لئے خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ انھیں بارگاہ الٰہی میں کس قدر عزت وحرمت کا مقام حاصل ہے پھر جب نزول وحی اُن کے گھروں میں ہوتی ہے تو ازواج مطہرات سے بڑھ کر علوم ومعارف قرآنیہ اور حقائق ودقائق شرعیہ کا حامل اُن سے بڑھ کر عورتوں میں اور کون ہوسکتا ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی ان پاکباز ماؤں کی تعظیم وتکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اہلبیت کے فضائل : ارشادنبوی ﷺ ہے : **اَدِّبُـوۡا اَوۡلَادَكُمۡ عَلٰى ثَلَاثِ خِـصَـالٍ حُبِّ نَـبِيِّكُمۡ وَحُبِّ اَهۡلِ بَيۡتِهٖ وَقِرَاءَةُ الۡقُرۡآنِ** اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ، اپنے آقا ﷺ سے محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا (الجامع الصغیر)

نبی کریم ﷺ کے اہلبیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذرّوں کی طرح بیشار ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے حضور ﷺ ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دسترخوان آگ میں نہ جلے تو وہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وحسنین کریمین طاہرین جن کا خمیر خون خیر الرُسل سے ہے اُن کا کیا پوچھنا اور وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور ﷺ کا وصال ہوا اور جن کے حجرے میں حضور ﷺ قیامت تک کے لئے آرام فرما ہوں اُن کا کیا کہنا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ اِدھر پنجتین پاک میں شامل، اُدھر چار یار میں داخل، ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفائے راشدین

میں ہے۔ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ہی نسلِ مصطفٰے ﷺ کی اصل ہیں۔علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔۔سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ہی مشکلکشا ہیں۔

﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا﴾ (الاحزاب/۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دور کردے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک وصاف کردے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اہلبیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک رکھا۔ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُن کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مبسوط سرخسی) اسی لئے آپ کو زھرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پنجتن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے پنجتن لیا گیا کیونکہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے نبی کریم ﷺ، فاطمہ زہرا، علی مرتضٰی، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

﴿قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی﴾ (شوریٰ)

اے محبوب فرمادو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے۔

معلوم ہوا کہ جس نے اہلبیت سے محبت نہ کی اُس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔۔ رب تعالیٰ نصیب فرمادے۔

﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا﴾ (آل عمران) اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور الگ الگ (متفرق) نہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نحن حبل الله الذی قال الله فیه (الصواعق محرقہ) وہ اللہ کی رسی ہم اہل بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اہلبیتِ کرام کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے۔

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسُكُمْ﴾

(آل عمران) پس فرما دو کہ آؤ تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

اس آیت میں علی مرتضیٰ' فاطمہ زہرا' حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور ﷺ نے اپنا نفس بتایا' حسنین کریمین کو اپنا بیٹا' فاطمہ زہرا کو **نساء** میں شامل فرمایا۔۔حضور ﷺ ان ہی چار کو لیکر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کے لئے تشریف لے گئے۔

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا﴾ (سورہ دہر کی ۱۵ آیات ۵ تا ۲۱) یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ پندرہ آیات علی مرتضیٰ' فاطمہ زہرا' حسنین کریمین' فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں اُتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنین کریمین کی بیماری کے موقعہ پر تین روزوں کی منت مانی اور شفاء ہونے پر روزے رکھے۔۔افطار کے لئے ایک ایک روٹی کے حساب سے کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین' دوسرے دن یتیم' تیسرے دن قیدی بھوکا آگیا۔۔ان بزرگوں نے روٹیاں اُسے دے دیں اور خود بھوکے سو گئے۔۔اس پر یہ آیات اُتریں جن میں اُن بزرگوں کی ایسی شان بیان کی گئی کہ سبحان اللہ (خازن' روح البیان' خزائن العرفان)

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (انفال) اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ اُن میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ دُنیا کے لئے امان ہیں آپ کی موجودگی میں دُنیا عذاب سے مامون ومحفوظ رہے گی۔۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل بیت بھی کسی کے لئے امان ہیں یا نہیں؟ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے: **النجوم امان لاھل السمآء واھل بیتی امان لامتی** (صواعق محرقہ) ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے

اہل بیت میری اُمّت کے لئے امان ہیں۔ **اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ھلك اھل بیتی جاء اھل الارض من الآیات ما کانو یؤعدون** (صواعق محرقہ) میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں۔۔جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین کے پاس وہ نشانیاں آئیں گے جن سے انھیں ڈرایا گیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی اُمّت میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی، حاکم عن ابی ہریرہ) میں نے رب سے عہد لے لیا کہ میرا اہلبیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جاوے (ابوالقاسم عن عمران ابن حصین)

سرورِ کونین ﷺ کا ارشاد ہے: **اَنَـا وَاَھـلِ بَیْتِـیُ مُـطَھَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ** کہ میں اور میرے اہلبیت گناہوں سے پاک ہیں (روح المعانی) جس نے میرے اہلبیت سے کوئی سلوک کیا اُس کا بدلہ قیامت میں اُسے میں دوں گا (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ) اُس پر اللہ کا غضب ہو جو میرے اہلبیت کو ستا کر مجھے دُکھ پہنچائے (ویلمی عن ابی سعید) جو میرے اہلبیت سے جنگ کرے میں اُس کے مقابل ہوں اور جو اُن سے صُلح کرے میں اُس سے صُلح میں ہوں (ترمذی، ابن ماجہ) جو مجھ سے اور حسن وحسین سے اور اُن کی ماں، اُن کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (ترمذی) اولادِ عبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔۔میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین، مہدی (ابن ماجہ، حاکم عن انس) قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتہ ٹوٹ جاویں گے سوائے میرے نسب اور میرے سُسرالی رشتہ کے (احمد، حاکم) **ینـقطع یوم القیامة کل سبب ونسـب الا سببی ونسبی** (حلیۃ الاولیاء) قیامت کے دن تمام تعلق اور نسب منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے تعلق ونسب کے (مطلب اس کا یہ ہے کہ کل قیامت کے روز کسی کا حسب ونسب کام نہ آئے گا سوائے حضور سید عالم ﷺ کے حسب ونسب کے)

اللہ نے فاطمہ اور اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا (بزار طبرانی عن ابن مسعود)
قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہلِ محشر سَر جھکا لو آنکھیں بند کر لو' صراط پر فاطمہ بنت محمد گزرنے والی ہیں' پھر فاطمہ زہرا ستر ہزار حُوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی (اخرجہ ابوبکر فی الغیابات عن ابی ایوب' صواعق) ہم سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی ۔۔ (طبرانی عن ابن عمر) میرے اہلبیت کشتیِ نوح کی طرح ہیں جو اُس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا' جو الگ رہا ڈوب گیا (حاکم عن ابی ذر)
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے تمام اہلبیت اطہار اور صحابہ کبار کی سچی غلامی نصیب کرے (آمین)

نسبت نبوی ﷺ : نسبت بہت ہی اعلیٰ چیز ہے ہر چیز کی قدر و قیمت کا تعین اُس کی نسبت سے کیا جاتا ہے ۔ اعلیٰ نسبتوں کی چیزیں اعلیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں اور ادنیٰ نسبت کی چیزیں ادنیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں ۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی ازواج مطہرات' صاحبزادیاں' حسنین کریمین اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اہل بیت اطہار) کو حضور ﷺ سے عظیم نسبت حاصل ہے ۔ یہ وہ سلسلہ نسب ہے جو تمام نسبتوں سے اس لئے افضل و برتر ہے کہ اس کا مرکز ومحور وہ ہستی عظیم ہے جو رب العزت کی مخلوق میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ۔ یہ دُنیائے اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ جس چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے ہو جائے وہ اپنی نوع میں دوسروں سے افضل و اعلیٰ اور ممتاز ہو جاتی ہے ۔

مُلک عرب (سرزمین حجاز) تمام ممالک سے اس لئے ممتاز ہے کہ وہ محمد عربی ﷺ کا وطن ہے مکہ معظّمہ شہر کو ام القریٰ کا درجہ حاصل ہونے میں یہی ایک نسبت کارفرما ہے کہ اس میں بیت اللہ شریف ہے اور دوسری عظمت کہ اس میں سید عالم ﷺ کی ولادت ہوئی ۔ قریش اور بنو ہاشم کی ممتاز حیثیتیں حضور ﷺ کی نسبت سے قائم ہیں ۔

قصوا اونٹنی کا اپنی جنس سے افضل ہونا اور بعد از مرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اُسے احترام کا گڑھا کھود کر دفن کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اُس پر نبی الانبیاء نے سواری فرمائی۔ یعفور اپنے تمام ہم جنس گدھوں سے اسی سبب سے برتر مانا گیا کہ سید عالم ﷺ نے اُسے سواری کے لئے منتخب فرمایا۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک حبشی غلام تھے اُن کا نام سُن کر پُر شکوہ تاجداروں کے سرنگوں ہونا باطنی وقار و احترام کی روشن دلیل ہے اور یہ تمام حشمت و شوکت حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور غلامی کی نسبت سے ہے اصحاب رسول ﷺ کا بعد از انبیاء فضیلتوں اور عظمتوں کا وارث ہونا حضور ﷺ کی معیت و صحبت اور نظر التفات کا نتیجہ ہے۔ عشاق کا مدینہ منورہ کو پناہ گاہ عاصیان کہنا اور گنبد خضریٰ کو عرش معلٰی کے ساتھ تشبیہ دینا سکنِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے ہے۔ روضہ رسول ﷺ پر نزول ملائکہ اور رحمتوں کی برسات آقا و مولیٰ ﷺ کی نسبت سے ہے اور اسی طرح بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اولا د رسول ہونے اور قرابت کی نسبت کے سبب وہ مقام حاصل ہے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ جس چیز کی نسبت سید عالم رحمۃ للعالمین ﷺ سے ہو جائے بلندیاں اس کے قدم چوم لیتی ہیں اور اہلِ ایمان کے دلوں میں اس چیز کا احترام پیدا ہونا ایک قدرتی عمل ہے یہی وجہ ہے کہ اہلبیت رسول ﷺ کی محبت و مودّت انہی لوگوں کے دِلوں میں موجود ہے جن کا قلبی تعلق حضور ﷺ سے ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کرام کی بارگاہ میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں :

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی ارجو بھم اعطیٰ غدًا بید الیمین صحیفتی (دیوان شافعی) آل نبی ﷺ بارگاہِ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ امید ہے کہ قیامت کے دن اُن کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

کا ارشاد ہے: **حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی وآذانی فی عترتی ومن اصطنع صنیعة الی احد من ولد عبد المطلب ولم یجازه فانا اجازیه علیها غدا اذا لقینی یوم القیامه** اُس شخص پر جنت حرام کردی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے عبدالمطلب کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اُس کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔ (تفسیر ابن عربی، تفسیر روح البیان)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے پر جنت حرام کردی گئی ہے اُن لوگوں کے لئے انتباہ ہے جو یزید لعین کو امیر المؤمنین خلیفہ برحق متقی پرہیز گار اور پیدائشی جنتی کہتے رہتے ہیں۔ روافض بھی یقیناً لعنتی اور مستحق جہنم ہیں کیونکہ روافض بھی اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ازواج مطہرات اور حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بدمذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبان اہلبیت نہیں ہیں بلکہ وہ گستاخانِ اہلبیت ہیں۔ بدمذہب روافض کا باطل عقیدہ یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو حضور نبی کریم ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔

یہ دور بڑا پُرفتن اور ابتلاء وآزمائش کا دور ہے اس دور میں اسلام کی تعلیمات پر کاربند رہتے ہوئے ایمان کو محفوظ رکھنا نہایت دشوار ہو رہا ہے اسلام کے واضح مسائل اور مصدقہ چیزوں میں اپنی طرف سے ترمیم وتنسیخ کی جارہی ہے اور مسلمہ عقائد کو مسخ کیا جارہا ہے چنانچہ اولادنبوی ﷺ کو بڑی بے باکی سے طعن وتشنیع کا ہدف بنایا جارہا ہے اور اس مبارک خاندان کے نسبی تقدس کو پامال کیا جارہا ہے بڑے نازیبا الفاظ کے ساتھ اُن کے وقار کو مجروح کیا جارہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اہلبیت سے محبت ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض وعناد منافقت کی نشانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **من ابغض اهل البيت فهو منافق** (صوافق محرقہ) اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔

جنت کی بشارت ہے اُن لوگوں کے لئے جن کے دِلوں میں اہل بیت اطہار کی محبت وعقیدت کے سمندر موجزن ہیں وہ لوگ نہایت خوش مقدر ہیں جو اصحاب رسول ﷺ اور اہلبیت رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ دیتے ہوئے میں نے سُنا آپ نے فرمایا: **یاایها الناس انی ترکت فیکم من ان اختم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی** (ترمذی شریف) اے لوگو میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) اور میرے گھر والے' عترت واہل بیت'

یہ ارشاد حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں خاندانِ بنو ہاشم خصوصاً اہل بیتِ کرام کی محبت' اُن کا ادب واحترام عینِ ایمان بلکہ جانِ اِیمان ہے۔ جس کے دِل میں اہلِ بیت کے لئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اُس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اُس کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ بے شک اہلبیتِ پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے لیکن یہ حضور ﷺ کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجرِ ایمان کا ثمر ہے۔ یہ اس عمل کی مہک ہے' یہ اس خورشید کی چمک ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حُبِ آلِ مصطفیٰ ضرور ہوگی۔

یہ گرہ اب تک نہ کُھلی کہ بعض لوگوں کے نزدیک حبِ آل مصطفےٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے

بغضِ اصحابِ حبیبِ کبریا کی شرط کہاں سے ماخوذ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کی محبت کا اگر حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کے احترام واکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہلِ بیت کے بارے میں فرمایا **مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِیْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَق** یعنی میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اُس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا ۔۔تو دوسرا ارشادگرامی یہ بھی ہے **اَصْحَابِی كَالنُّجُوْمِ** میرے صحابہ درخشاں ستاروں کی طرح ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ شرف اہل سنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں۔ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں اور تکالیف کی کالی رات میں عبور کررہے ہیں جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہوگیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہِ ہدایت سے بھٹک گیا۔

☆☆☆☆☆☆

اُمت سے رسول کا مطالبہ: اے محبوب تم اُن سے کہہ دو کہ میں نے جو کارِ ہدایت انجام دیا ہے' میں نے جو تمہیں نجات کا راستہ دکھایا ہے' میں نے جو تمہارے سامنے ہدایت کی روشنی پیش کی ہے اور فریضہ دعوت وتبلیغ جو ادا کیا ہے' میں اس کا کوئی تم سے اجر نہیں چاہتا' میں تم سے اُس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔۔اپنی اہلبیت' اپنی قراب' اپنی ذریات کی محبت کے سوا۔ صرف میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری آل سے محبت کرو۔ یہ ایک اعلان ہے جو حضور ﷺ کی زبانِ رسالت مآب سے کرایا جارہا ہے۔ وہ رسول جس نے ہمارے لئے نہ جانے کتنی مشقتیں برداشت کیں' کتنی تکلیفیں اُٹھائیں' وہ رسول جو ہماری فلاح وبہبود کے لئے کس قدر پریشانیوں سے دوچار ہوئے۔کیسی کیسی اذیتیں آپ کو پہنچائی گئیں۔کبھی درۂ کوہ میں محصور کیا گیا' آب ودانہ نہ پہنچانے کی قسمیں کھائی گئیں' راہ میں کانٹے بچھائے گئے' جسم مبارک پر پتھر برسائے گئے' دندان مبارک کو شہید

کیا گیا۔ تاریخِ اسلام کا مطالعہ کرنے والو! رسول کی اس زندگی کو دیکھو جس کا منشاء صرف تمہاری صلاح وفلاح تھی۔ کیا رسول کی ان خدمات کا کوئی اجر ہوسکتا ہے؟ کیا تم اس کا کوئی بدلہ دے سکتے ہو؟ کیا اسکا کوئی معاوضہ پیش کیا جا سکتا ہے؟ کیا رسول یہ سب اس لئے کر رہے تھے کہ اس کا کوئی صلہ ملے گا؟ اس دُنیا میں کسی اجر کے امیدار تھے؟ کیا رسول کو دولت کی ضرورت تھی؟

مشرکینِ عرب کی پیش کش : اگر میرا رسول دولت چاہتا تو مشرکین کی اس پیش کش کو نہ ٹھکراتا جب وہ ابوطالب کی وساطت سے آ کر یہ کہہ رہے تھے: اے محمد (ﷺ) کیا چاہیے؟ اگر سرداری چاہیے تو ہم اپنا سردار مان لیں۔۔ اگر دولت چاہیے تو قدموں پر ہم سرمایہ کا انبار لگا دیں۔۔ اگر حُسن و جمال چاہیے تو عرب کا منتخب حُسن آپ تک پہنچا دیں۔۔ کیا چاہیے؟ یہ سب آپ کس لئے کر رہے ہیں؟ مصالحت اور صلح کی اس منزل پر یہ آئے تھے۔۔ کفار ومشرکین نے یہ نہیں کہا تھا' ہم یہ ساری چیزیں آپ کو اس شرط پر دیں گے کہ آپ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھنا چھوڑ دیں۔ آپ اپنے دین اور اسلام سے باز آ جائیں' نہیں۔۔ مصالحت تو صرف اس بات پر ہو رہی تھی کہ آپ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہیں' خود کسی راستے پر رہیں۔ آپ ہزار بار **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتے رہیں۔۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ دیں' مگر اتنی بات ہماری مان لیں کہ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہیں۔ اگر آپ ہماری اتنی بات مان لیں تو پھر کیا چاہیے؟ ہم تمام شرائط کو منظور کرتے ہیں۔ ہم اپنا سردار بنانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم دولت وسرمایہ آپ کے قدموں پر لانے کے لئے تیار ہیں۔ سرکار رسالت ﷺ نے کیا پیارا جواب دیا: اگر ایک ہاتھ میں لا کر تم سورج رکھ دو اور دوسرے ہاتھ میں لا کر تم چاند رکھ دو۔۔ پھر بھی اپنے مشن سے باز نہیں آ سکتا۔

منافقت کی بدترین صورت : لااله الا الله محمد رسول الله نہیں ہے

کوئی معبود اللہ کے سوا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا یہ کلمہ ہو، وہ کافروں کی احمقانہ پیشکش کو کیسے قبول کرسکتا تھا؟ یاد رکھو، صرف اثبات سے کوئی مومن نہیں بنتا۔ اثبات سے پہلے نفی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم اللہ کو ہزار مرتبہ مانو، مگر اگر معبودانِ باطل کا انکار نہ کرو تو تم کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ تم اللہ کی بارگاہ میں لاکھ سجدے کرو، مگر اگر **لااله** کا اقرار مت کرو، تو بھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اسلام آپ کو اُس وقت ملے گا جب پہلے **لااله** کہہ لیں پھر **الا الله** کہیں۔ پہلے نفی پھر اثبات، پہلے انکار پھر تصدیق۔ ایک خدا کو ماننے کے لئے ضروری ہے کہ جتنے باطل معبود ہیں اُن سب کا انکار کیا جائے۔ ایک خدا کو ماننے کے لئے ضروری ہے کہ جتنے دُشمنانِ خدا ہیں اُن سے اجتناب کیا جائے، اُن سے کنارہ کشی کیجائے، ماننے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی ماننے کا طریقہ نہیں کہ ہم آپ کو بھی مانیں اور آپ کے دشمن کو بھی مانیں، آپ کے دشمنوں سے بھی ساز باز رکھیں۔ باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیّاد بھی (باغ کا مالی بھی خوش اور شکاری بھی خوش، چور بھی خوش اور پولیس بھی خوش، دوست بھی خوش اور دشمن بھی خوش) یہ ماننا نہیں ہے۔ یہ منافقت کی بدترین صورت ہے کہ ہم آپ کے بھی بنے رہیں اور آپ کے دشمنوں کے بھی بنے رہیں۔ اسلام ایک ستھرا دین ہے وہ ہمیں ایسا فریب نہیں دے سکتا، ہمیں ایسی تعلیم نہیں دے سکتا کہ جس میں انسان مومن کے بجائے منافق بنے۔ اسی لئے اسلام کا کلمہ پہلے یہی ہے **لااله الا الله** پہلے انکار پھر اثبات۔ جب کوئی یہ کہے کہ کسی کو بُرا مت کہو، کسی کو ایسا ویسا مت کہو، تو اُس سے کہو کہ پہلے تم کلمہ پڑھنا ہی چھوڑ دو۔ کون ہے جو کسی کو بُرا نہیں کہتا؟ ہر دین والا، ہر مذہب والا، ہر ازم والا اپنے عقیدہ ونظریے کی روشنی میں اپنے سوا کو باطل کہتا ہے۔ اپنے سوا کو باطل سمجھتا ہے۔ دوسرے کو تو یہ حق ہے کہ وہ آپ کو باطل سمجھے، اور آپ کو حق نہیں ہے کہ آپ اس کو باطل سمجھیں۔ دوسرے کو تو حق ہے کہ وہ آپ پر فتوے لگائے، دوسرے کو یہ حق ہے کہ وہ آپ کے کردار پر تنقید کرے۔۔ یہاں تک کہ آپ جب اُس کو باطل کہتے ہیں، اُس پر وہ چڑھتا ہے، اُس پر وہ

اعتراض کرتا ہے یہ بھی تو ایک اعتراض ہے' یہ بھی تو ایک انکار ہے۔یعنی آپ کے اس کہنے کو وہ قبول نہیں کر رہا ہے۔ جب کسی کو بُرا نہ کہو' تو ہمارے باطل کہنے کو منظور کرلو۔ ہم تمہیں باطل کہتے ہیں' ہمارے اس باطل کہنے کو باطل مت کہو' تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم بڑے صُلحِ کُل ہو۔

بُرا کہنا ہی پڑے گا : اگر تم مسلمان ہو تو بُرا کہنا ہی پڑے گا۔ اصنام کو بُرا کہنا پڑے گا۔ اللہ ورسول نے جس کو بُرا کہا ہے اُسے بُرا کہنا پڑے گا۔

کونسا عنوان ہے جس میں کوئی اختلاف نہ ہو اور کسی کو تکلیف بھی نہ ہو۔ کون سی بات ہم کہیں کہ رسول کی سیرت بھی بیان ہوتی چلی جائے' رسول کے اوصاف بھی بیان ہوتے جائیں اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اگر تم دن کا ذکر کروگے تو رات کو تکلیف ہوگی' اگر رات کا ذکر ہم نے چھیڑ دیا تو دن کو تکلیف ہوگی۔ اگر آگ کی بات ہوئی تو پانی پر کیا گزرے گی' اور اگر پانی کی بات ہوئی تو آگ پر کیا گذرے گی۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی بات ہوئی تو شیطان پر کیا گزرے گی اور اگر شیطان کی بات ہوئی تو آدم علیہ السلام پر کیا گذرے گی۔ آخر وہ کونسا عنوان ہے جس کو ہم بیان کرتے چلے جائیں اور دنیا میں کسی انسان کو اختلاف نہ ہو؟ اے سیرتِ رسول کے بیان کرنے والو۔ کیا غزوۂ بدر کا بیان نہ ہوگا؟ کیا غزوۂ احد کا بیان نہ ہوگا؟ کیا غزوۂ خندق کا بیان نہ ہوگا؟ اور جب تم غزوۂ بدر کا بیان کروگے تو یہی تو دکھاؤ گے کہ دیکھو یہ رسول کی جماعت ہے' دیکھو یہ ابوجہل کی جماعت ہے۔۔اور جہاں یہ تفریق تم نے کی' وہیں تکلیف شروع ہوگئی۔۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ وہ کون سا عنوان ہے کہ مصطفےٰ کا ذکر ہو اور ابوجہل بھی خوش ہو جائے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ**

کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا : وہ کونسا عنوان ہے کہ رسول کی سیرت بھی بیان ہو جائے اور عتبہ وشیبہ کو بھی فرصت ہو' عقبہ ابن ابی معیط کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو' ولید ابن مغیرہ کو بھی کوئی دُکھ نہ ہو' عبداللہ ابن ابی کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو۔ آخر وہ

کونسا عنوان ہے کہ رسول کا ذکر ہوتا ہی چلا جائے اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اگر ہم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو عنوان بنایا تو نمرود کیا سوچے گا؟ اور اگر نمرود کو ہم نے عنوان بنایا تو ابراہیمی کیا کہیں گے، اور اگر ہم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عنوانِ کلام بنایا تو فرعونیوں پر کیا گذرے گی، اور اگر ہم نے فرعون کی تعریف شروع کی تو موسویوں پر کیا گذرے گی؟ اگر ایسا ہی سوچتے رہیں تو کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کلمے کے اندر ہی پہلے انکار کیا گیا ہے پھر اثبات کیا گیا ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

سمجھ میں نہیں آتا کہ چھیڑیں داستاں کیسے　　رُلائیں تو بغاوت ہے ہنسائیں تو بغاوت ہے
حریفانِ چمن کے تلخ نعرے مژدۂ راحت　　اگر ہم اتفاقاً گنگنائیں تو بغاوت ہے

ذرا غور تو کرو۔۔ وہ سب کچھ کریں، اُن کو کرنے دو، تم کچھ مت کرو۔ وہ کتاب لکھتے جائیں، انھیں لکھنے دو۔ وہ رسول کی اہانت کرتے جائیں، کرنے دو۔ وہ دین واسلام کے اندر، عقیدے کے اندر بدعتیں نکالتے جائیں، نکالنے دو۔۔ تم اعتراض مت کرو۔ مطلب یہ ہے کہ اقدام کرنے والا کرتا جائے، تم مدافعت بھی نہ کرو۔ یہ کیسا انصاف ہوگا؟

بہر حال رسول نے کفار ومشرکینِ مکہ کی بات کو منظور نہیں کیا۔ ساری دُنیا کی دولت لا کر رسول کے قدموں پر رکھ دو، مگر وہ خدا کے دشمنوں سے کوئی میل ومراسم نہیں رکھ سکتے۔ یہیں سے سمجھ میں آ گیا کہ اگر تم ایک خدا کو ماننا چاہتے ہو تو لاکھوں کروڑوں جتنے معبودانِ باطل ہیں، اُن سب کا انکار کرنا ہوگا۔ اب تم محمد رسول اللہ ﷺ کو ماننا چاہتے ہو تو اُن کے سارے دشمنوں سے پرہیز کرنا ہوگا، اُن کے سارے دشمنوں سے اجتناب کرنا ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم رسول کے بھی رہو اور رسول کے دشمن کے بھی رہو۔ ایسا نہیں ہوا کہ صدیق اکبر، رسول کے بھی رہے اور عتبہ کے بھی رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ صدیق اکبر، رسول کے بھی رہے اور ولید ابن مغیرہ کے بھی رہے۔ صحابہ کرام،

تابعین عظام اور تبع تابعین کی زندگیوں میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ رسول کے دشمنوں سے اُن کا کوئی رابطہ تھا۔۔ ہمارے اتباع کے لائق وہی زمانہ ہے۔

رسول نے سرمایہ ٹھکرادیا: میرے رسول نے مطالبہ رکھنے والوں سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہمیں یہ نہیں چاہیے۔ معلوم ہوا کہ رسول دولت نہیں چاہتے تھے' رسول سرمایہ نہیں چاہتے تھے۔۔ ورنہ سرداری کا تو بہت ہی اچھا چانس تھا۔ ایک بات اور بھی دیکھو کہ حضور ﷺ اپنے مقصد پر کیسی گہری نظر فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی دولت حضور ﷺ کے ہاتھ آئی تو انہوں نے اُس کو اس لئے نہیں رکھا کہ کسی وقت بڑے امیر کبیر کہلائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دین کی ضروریات میں سب کو صرف کردیا۔۔ اللہ کی راہ میں خرچ کردیا۔ **العجز فخری** فرماتے رہے' چٹائی پر بیٹھتے رہے' کمبل اوڑھتے رہے۔ اے اللہ کے رسول۔۔ آپ نے چٹائی پر بیٹھ کر چٹائی پر بیٹھنے والوں کو سرفراز کردیا' آپ نے کمبل اوڑھ کر کمبل اوڑھنے والوں کو سربلند کردیا۔۔ ایسے رسول کی خدمات کا کوئی معاوضہ و بدلہ دے سکتا ہے؟ اغنیاء زمانہ کا دامن خالی ہے اس بات سے کہ رسول کے خدمات عالیہ کا کوئی بدلہ دیں۔۔ شانِ نزول سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ کاش ایسا ہوتا کہ رسول کی خدمات اور رسول نے جو بڑی مشقتیں' بڑی محنتیں اُٹھائیں ہیں' اُنکا ہم کچھ عوض دے سکتے' ہم کچھ بدلہ دے سکتے۔ اُن کے دل میں اگر یہ خیال پیدا ہوا تو اُس کا صاف جواب یہی تھا کہ رسول اپنی خدمات کا بدلہ لینے نہیں آتا۔۔ تبلیغ اور فریضہ دعوت کا ادا کرنا یہ رسول کے فرائض منصبی میں سے ہے۔۔ اپنے فرض کے ادا کرنے میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا' کوئی صلہ نہیں چاہتا۔

رسول کے گھرانے کا مزاج : رسول کا گھرانا بھی عظیم گھرانا ہے یہ اہل بیت

کی مقدس نفوس قدسیہ کو بھی دیکھو۔ قرآن مجید میں اُن کی بھی ادائیں محفوظ نظر آتی ہیں ﴿لَانُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۤءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ ہم تم سے کوئی جزاء نہیں چاہتے' جزاء چاہنا تو اور' دولت تو بڑی چیز' سرمایہ تو بڑی چیز' ہم تو تم سے یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم لفظوں میں ہمارا شکریہ ادا کرو۔

مسکینوں کو اپنے آگے کا کھانا اُٹھا کر دینے والے' اسیروں کو اپنے آگے کا کھانا کھلا دینے والے' قیدیوں کو اپنے اُوپر ترجیح دینے والے' مسلسل تین تین دن فاقے سے رہ کر کے حاجتمندوں کی حاجت کو پوری کرنے والے۔۔ایک طرف تو دوسروں کی حاجت پوری کررہے ہیں' اپنے مفاد پر دوسرے کے مفاد کو ترجیح دے رہے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے۔۔۔ہم تم سے شکریے کا ایک کلمہ بھی نہیں چاہتے۔کلمات تشکر بھی نہیں چاہتے۔۔تو بتاؤ جب رسول کے گھر کا یہ مزاج ہے۔ جب اہل بیت کا یہ مزاج ہے' جب رسول کی آغوش کے پَروردہ کا یہ مزاج ہے تو پھر ماننے والے کا مزاج کیا ہوگا۔۔تربیت دینے والے کا مزاج کیا ہوگا؟ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

رسول کا اُمّت سے مطالبہ کیوں؟ قرآن کریم میں انبیاء کرام کی ایک بولی محفوظ ہے ﴿لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ﴾ اے لوگو! ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے' ہمیں جو کچھ لینا ہے ہم اپنے رب سے لیں گے۔

جب انبیاء کرام قوم سے کوئی بدلہ ومعاوضہ نہ مانگیں' تو پھر سیدالمرسلین کے لئے یہ بات کیسے زیب دیتی ہے کہ وہ رسول اپنے فرائض اور خدمات عالیہ کا بدلہ ومعاوضہ طلب کریں۔ رسول کے گھر والے فرما چکے کہ ہمیں کوئی بدلہ نہیں چاہیے۔۔مگر قرآن صاف لفظوں میں حکم دے رہا ہے' اے محبوب بدلہ مانگو' اُن سے اجر مانگو۔ جانتے ہو اجر کسے کہتے ہیں؟ اجر کام کرنے والے کا ایک حق امتیازی ہوتا ہے۔آپ نے کوئی کام دو گھنٹے

انجام دیا، ہم نے آپ کو معاوضہ دیا۔۔معاوضہ لینا جرم یا کوئی بُری بات نہیں، معاوضہ لینا کچھ شریعت اسلامیہ میں حرام، ناجائز اور ناپسندیدہ نہیں ۔۔لیکن اگر آپ مستحق ہونے کے بعد یہ کہدیں کہ ہمیں کوئی معاوضہ، بدلہ اور جزاء نہیں چاہیے تو آپ کے اعلیٰ کردار ہونے کی دلیل ہے۔۔آپ کا چرچا ہوگا، آپ کی شہرت ہوگی کہ دیکھو وہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں اپنی خدمات کا معاوضہ و بدلہ نہیں چاہیے، ہمیں کوئی صلہ و جزاء نہیں چاہیے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انسان اخلاقی قدروں کی بلندیوں پر فائز ہے، یہ انسان نہایت ہی رحیم و کریم اور سخی ہے، یہ انسان اپنے اندر مُروت کا ایک بحر بیکراں رکھتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ بدلہ مانگنے میں اتنی خوبی نہیں ہے جیسا کہ نہ مانگنے میں، بلکہ یہ کہہ دینے میں ہے کہ ہمیں کوئی اجر نہیں چاہیے۔ تو چاہیے تو یہ تھا کہ رسول سے یہ کہلایا جاتا کہ اے رسول کہہ دو ہمیں کوئی اجر نہیں چاہیے، ہمیں کوئی بدلہ نہیں چاہیے۔۔مگر ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ مانگو اور اپنی اُمّت سے مانگو، اپنے چاہنے والوں سے مانگو، سوال کرو۔۔دینے والے تو بعد میں دیں گے مگر مانگنا پہلے ہی فرض ہوگیا۔

﴿**قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبىٰ**﴾ (شوریٰ)

اے محبوب فرمادو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے۔

اس میں رسول کا کیا فائدہ؟ جب ہم تمام تشریحات وتفصیلات کو سامنے رکھ کر کے آپ کے سامنے خلاصہ پیش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول جو بدلہ مانگ رہے ہیں اُس میں کچھ رسول کا فائدہ نہیں۔۔دو گھنٹے کام کرنے والے انسان نے کہا ہمیں بدلہ نہیں چاہیے، ہم کہتے ہیں بہت اچھا انسان ہے اجر نہیں چاہتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس بدلے سے صرف اُس کی ذات کو فائدہ تھا۔ اگر وہ لے جاتا تو اُس کی ذات کو فائدہ تھا، اُس نے اس فائدہ سے اپنے کو ہٹا لیا ۔۔مگر یہاں معاملہ کچھ اور ہے کہ رسول جو اجر مانگ رہے ہیں وہ ایسا اجر ہے کہ جس میں رسول کا کوئی فائدہ نہیں ہے

بلکہ جس سے مانگ رہے ہیں اسی کا کوئی فائدہ ہے' اسی کی اس میں فلاح ہے' اسی کا مستقبل سنور رہا ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

اہلبیت کے لئے محبت کا اصرار کیوں؟ تمہارے مستقبل کی فیروزمندی کے لئے' تمہارے مستقبل کو درخشاں کرنے کے لئے رسول کیسا پیارا انداز اختیار فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ہمیں بدلہ چاہیے۔۔ایسا بدلہ نہیں جس کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ایسا بدلہ جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ ہم جو بدلہ مانگتے ہیں' ہمارے لئے اس کا مانگنا اس لئے ضروری ہے کہ اس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے۔ بدلہ یہ ہے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ اس میں اُمّت کا کیا فائدہ؟ یہ اہل بیت کی محبت پر اس قدر اصرار کیوں؟ اگر رسول کی قرابت والے (اہلبیت) عام انسانوں کی طرح ہوتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اُن کی محبت کو رسول اپنی رسالت کا اجر قرار دیں۔ اس لئے کہ آپ قرآن کے مزاج کو پہچانتے ہیں۔۔وہاں قرابت پر اطاعت واتباع کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہے۔ جو اطاعت کرنے والے ہیں وہ اور ہیں۔اور اطاعت واتباع کو ہمیشہ ذاتی تعلقات پر ترجیح حاصل رہی ہے۔ قرآن کے اندر اس مفہوم کی آیت آپ کو ملے گی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقدار وہی ہیں جو اُن کی پیروی کریں۔قرآن کے اندر یہ واقعہ ملے گا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ڈوبتے ہوئے بچے کو دیکھ کر جب یہ بات کہی تھی الٰہ العالمین تیرا وعدہ سچا ہے۔رب تعالٰی نے ارشاد فرمایا تھا ﴿**اِنَّـهٗ لَيۡـسَ مِنۡ اَهۡلِكَ**﴾ اے نوح وہ تمہارے اہل سے ہی نہیں۔ میں نے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا اور جو ڈوب رہا ہے وہ تمہارے اہل سے نہیں۔۔ مطلب یہ کہ وہ بہت ہی بے عمل' بدعمل اور بدکار انسان ہے وہ تمہارے اہل ہی سے نہیں۔ یہاں اہل کا ایک خاص

مفہوم متعین کیا گیا کہ دیکھو نبی کا بیٹا وہ بھی ایمان وعمل سے اگر دور ہے تو نبی کا بیٹا ہونا اُس کے کام نہیں آ سکتا۔ صرف نبی کے بیٹے ہونے سے کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر اطاعت واتباع کا رشتہ مضبوط نہیں ہے تو صرف ظاہری بیٹے ہونے سے کچھ نہیں۔ نالائق بیٹا' بیٹا نہیں ہوا کرتا۔۔ نالائق بیٹا اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کی نسبت اس کی طرف کی جائے جس کا وہ بیٹا ہے۔ معلوم ہوا کہ اطاعت کی بڑی اہمیت ہے۔ اتباع کی بڑی اہمیت ہے۔ تو میرے رسول قرابت والوں کی محبت پر اصرار کیوں کر رہے ہیں؟ اگر رسول یہ کہتے کہ دیکھو جو میری اطاعت کرتے ہیں اُن سے محبت کرو' جو میری اتباع کرتے ہیں اُن سے محبت کرو تو بات سمجھ میں آتی' مگر رسول تو اجر رسالت اُن تمام باتوں کو نہیں قرار دے رہے ہیں۔ خلفائے راشدین کی بھی اتباع کو ضروری قرار دیا' صحابہ کرام کی پیروی کو بھی ضروری قرار دیا مگر اجر رسالت کے طور پر جس چیز کو رسول مانگ رہے ہیں وہ اپنے قرابت داروں کی محبت مانگ رہے ہیں۔ اس محبت سے اُمت کو فائدہ کیا ہے؟ اس محبت میں اُمت کے لئے رکھا کیا ہے؟ محبت کے اندر ایک جذب وکشش ہوتی ہے محبت کرنے والے اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی عقلی استدلالی چیز نہیں ہے کہ ہم عقل واستدلال کی روشنی میں سمجھائیں کہ محبت کے جذب وکشش کا عالم کیا ہوتا ہے یہ ایک وجدانی چیز ہے' یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو محبت کرتا ہے وہی سمجھتا ہے کہ محبت کیا ہے' اسی لئے کسی کہنے والے نے کہا: فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں۔

اہل محبت کی کیفیت : محبت کا فیضان ضرور عام ہے مگر محبت کا عرفان' محبت کی معرفت' محبت کی پہچان' یہ بہت مشکل ہے۔ ایسا شخص محبت کو نہیں پہچان سکتا جو خود جذب محبت سے خالی ہو۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ کیفیت دور سے پہچانی نہیں جا سکتی'

مثال کے طور پر یوں سمجھئے یہ آگ کا شعلہ جل رہا ہے' یہ آتشکدہ بھڑک رہا ہے۔اس میں ایک انسان جَل رہا ہے۔اُس کے جَلنے کی جو تکلیف ہے اُس کے جلنے کی جو کیفیت ہے کنارے رہنے والے کیسے محسوس کرسکیں گے۔ اُس کا تڑپنا ضرور دیکھیں گے اُس کی بے چینی ضرور دیکھیں گے اُس کے آواز کی پُکار ضرور سُنیں گے مگر جو جلن اُسے محسوس ہو رہی ہے باہر رہنے والو تم اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اب وہ کہہ رہا ہے کہ حرارت کا عالم یہ ہے۔اب اُس کے کہنے پر تمہیں ماننا ہوگا۔ نہیں مانو گے تو اُس کے انداز سے تم یہی سمجھو گے یہ کوئی دیوانہ نظر آ رہا ہے۔اتنے سرخ سرخ خوبصورت سے انگارے اُٹھ رہے ہیں اُس میں یہ چلاّ رہا ہے اُس میں یہ چیخ رہا ہے اُس میں یہ تڑپ رہا ہے۔ یہاں سے دیکھو کہ یہ انگارے کتنے اچھے لگتے ہیں' کتنی اچھی لگتی ہیں یہ چنگاریاں۔۔مگر پوچھو اُس سے جو اُس میں جل رہا ہو۔ تم کنارے رہ کر کے طوفان کا اندازہ نہیں کرسکتے' تم کنارے رہ کر کے آگ کی حرارت کا عرفان نہیں حاصل کرسکتے۔ یہی محبت کا معاملہ ہے جن کو محبت کی کوئی دولت نہیں ملی' محبت کا کوئی حصہ نہیں ملا' وہ اہل محبت کو کیا جانیں' وہ کیا جانیں کہ حضرت بلال حبشی کے دل میں وہ کون سی آگ روشن تھی' وہ کیا جانیں کہ صدیق اکبر کا مقام کیا تھا' وہ کیا جانیں کہ فاروق اعظم کا کیا عالم تھا' وہ کیا جانیں کہ صحابہ کرام کے عشقِ رسول کا عالم کیا تھا۔ اگر ہم اس دور کے انسان صحابہ کرام کو دیکھتے تو مجنون سمجھتے' دیوانہ سمجھتے' نہ جانے کیا کیا سمجھتے۔۔اور اگر وہ ہم کو دیکھ لیتے تو ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے۔ اگر وہ ہمیں دیکھ لیتے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کے پاس ہمارے لئے استعمال کرنے کے لئے کوئی لفظ بھی کہ نہیں ہوتا **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

☆☆☆☆☆☆

بخاری 'کتاب الشروط' میں روایت ہے کہ عروہ بن مسعود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے اصحاب

رسول کوغور سے دیکھا کہ جب بھی نبی کریم ﷺ تھوکتے تو وہ لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی۔ جب آپ وضوفرماتے تو لوگ آپ کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ ہر ایک کی لگن ہوتی کہ یہ پانی میں حاصل کروں۔ جب لوگ آپ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور غایت تعظیم کے باعث آپ کی طرف نظر جما کر نہ دیکھتے۔ اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا۔ میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا مگر اللہ کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیل ہوتی ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ لوگ اُن کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیم کے باعث اپنی آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔

آخر یہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو محبوب خُدا تاجدارِ دارین ﷺ کے حضور اس قدر نیازمندی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ یہ وہی مقدس ہستیاں ہیں جن کے ہر قول وفعل کو قرآن نے ہر مسلمان کے لئے اولین معیار قرار دیا ہے اور جن کو اپنی دائمی رضامندی کا مژدہ جاں فزا سنایا ہے۔

یہ صحابہ کرام ہیں۔ قرآن مجید ان کی زبان میں نازل ہوا اور اُن لوگوں نے قرآن کریم کو خود صاحبِ قرآن سے پڑھا۔ اُن سے زیادہ قرآن مجید کو کون سمجھ سکتا تھا؟ یہ صحابہ کرام بھی ﴿**قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**﴾ کی آیت تلاوت کرتے تھے مگر کبھی ان صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھا۔ اگر صحابہ کرام، حضور ﷺ کو اپنے ہی جیسا ایک بشر سمجھتے تو آپ کے لعاب دہن اور وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنی آنکھوں اور چہروں پر نہ ملتے، اور ایسی تعظیم وتکریم نہ کرتے کہ شاہانِ عجم کے درباری بھی اپنے بادشاہوں کی ایسی تعظیم نہیں کر سکتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

محبت کی فطرت :

محبت محتاج دلیل نہیں ہوا کرتی۔ محبت اپنے محبوب کے فضائل کو دلیل سے نہیں سمجھتی۔

محبت اپنے محبوب کے کمالات کے لئے برہان نہیں چاہتی ۔محبت اپنے محبوب کے مقام کو سمجھنے کے لئے حجت نہیں چاہتی ۔ یہ کیسے اہل محبت ہیں جو رسول کے مقام کو سمجھنے کے لئے دلیل مانگ رہے ہیں، برہان چاہتے ہیں۔ میں یہ تو سمجھتا ہوں کہ محبت کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ اگر عیبی محبوب ہو تو اس کے عیب کو چھپایا جاتا ہے۔اگر کمی ہے تو اس کے کمی کو ختم کیا جاتا ہے۔ رسول کے دشمنو! ہم خوب جانتے ہیں کہ تم کو جس سے محبت ہے تم بھی اس کے عیب کو چھپاتے ہو۔ ہم جانتے ہیں محبت کی فطرت یہی ہے جو جس کا ہوتا ہے اس کو ماننے کے لئے دلیل نہیں تلاش کرتا **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ** تو محبت کے اندر جذب وکشش ہوتی ہے۔ محبت میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ محبوب کی صورت سے ہماری صورت ملے، محبوب کے کردار سے ہمارا کردار ملے، محبوب کی چال سے ہماری چال ملے، محبوب کی رفتار سے ہماری رفتار ملے، محبوب کی گفتار سے ہماری گفتار ملے، کوئی دیکھے تو اُسے ہمارا محبوب یاد آجائے ۔۔ یہ مزاج ہوتا ہے محبت کا۔ تو رسول نے دیکھا اپنے اہل بیت کی رفتار کو، اپنے اہل بیت کی گفتار کو، اپنے اہل بیت کے کردار کو۔۔رسول کو اپنے اہل بیت پر بڑا بھروسہ تھا اسی لئے سوچا کہ جب اُمت اُن کی محبت میں گرفتار ہوجائے گی تو ہم اس اُمت سے جو چاہتے ہیں، وہی چیز حاصل ہوگی۔ واقعی یہ اُمت صحیح اسلام والی اُمت بن جائے گی ۔۔ لہذا رسول نے سوچا کہ اپنی اُمت سے صاف لفظوں میں کہد یا جائے کہ تم میرا اگر کچھ بھی احسان مانتے ہو تو اس کے بدلے میں مجھے یہی دو کہ میری اہلبیت سے محبت کرو۔

حسنین کو ٹرینگ (تربیت) : رسول کو علم ہے کہ یہ میری ذُرّیات عام ذُرّیات جیسی نہیں ہے۔ اُن کو دیکھو تو خدا یاد آئے، اُن کے پاس بیٹھو تو خدا قریب ہوجائے، اُن سے دور ہوجاؤ تو خدا سے دور ہوجاؤ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کی تربیت کی ہے۔ہم نے اُن کو آغوش میں پالا ہے۔ ہم نے اُن کو کاندھے پر

چڑھایا ہے۔ ہم نے اپنے پشت مبارک پر اُن کو تربیت دی ہے۔ سیدنا امام حسن ایک کاندھے کے اُوپر ہیں اور دوسرے کاندھے پر سیدنا امام حسین ہیں۔ محبت میں رسول نے حسنین کو اُوپر کرلیا اور اُس کے بعد حسنین ایک مطالبہ کررہے ہیں کہ یہ اونٹوں پر بیٹھنے والے اپنے اونٹوں کی لگام پکڑے ہوئے ہیں' حضور ہمارے لئے تو کوئی لگام نہیں؟ سرکاررسالت ﷺ نے اپنے سَر مبارک کے موئے مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پکڑلو۔۔ یہ صرف بچوں کو بہلانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ رسول کا فعل ہے' یہ نبی کا کردار ہے **فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمة** حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ رسول ٹریننگ دے رہے ہیں' یہ رسول مشق کرار ہے ہیں کہ میرے نور چشمو! اے میرے دل کے ٹکڑو' آج میرے موئے مبارک کو مضبوطی سے پکڑلو' کل میری اُمت کی لگام تمہیں تھامنی ہے۔کل میری اُمت کی ہدایت کا ذریعہ تمہیں بننا ہے' میرے رسول یہ سب کچھ سکھا رہے ہیں۔ اس پیارے واقعے کو یاد کرو میرے رسول سجدے میں ہیں' حضرت امام حسن پشت مبارک پر آئے اور آنے کے بعد رسول نے اپنے سجدے کو طویل کردیا۔۔ جب حضرت حسن اُتر گئے تو سَر اُٹھایا۔۔رسول نے اس واقعے سے سکھایا کہ اے حسن دیکھ لو مجھے تم سے محبت ہے مگر تیری محبت نے مجھے غافل نہیں بنایا' تو میری پیٹھ پر آیا تو میرا نقصان نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ طویل ہوگیا' ذکر الٰہی اور تسبیح ربّانی کی تعداد بڑھ گئی۔۔معلوم یہ ہوا کہ اے بچوں سے محبت کرنے والو! اگر محبت کروتو ایسی کروکہ خدا سے غافل نہ ہو' خدا کا ذکر اور بڑھ جائے' خدا کا سجدہ اور طویل ہوجائے' تسبیح وتہلیل کی مدت اور دَراز ہوجائے۔ رسول کو اپنے تربیت یافتہ پر اعتماد وبھروسہ ہے' اور سمجھ رہے ہیں کہ ساری دُنیا ایک طرف ہوجائے گی مگر یہ میرے مشن کو چھوڑ نہیں سکتے' یہ میرے پیغام کو نہیں چھوڑ سکتے۔۔اور واقعی نہیں چھوڑا۔حضرت غریب نواز جن کے عرس کی مقدس محفل میں ہم شریک ہوکر انوار وتجلیات سے اپنے کو فیضیاب کرتے ہیں انھوں نے کیا پیاری بات کہی ہے:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین ۔۔۔ دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد ونہ داد دست در دست یزید ۔۔۔ حقا کہ بنائے **لاالہ** است حسین

اہلبیت کے لئے اِرشادات نبوی : رسول اللہﷺ کی تربیت سے حضرت امام علیمقام **لاالـه الا الله** کی بنیاد بنے۔ اسی لئے رسول نے اجر رسالت کے طور پر اُن کی محبت کو مانگ لیا۔ رسول نے اہلبیت کی دوستی کو اپنی دوستی قرار دیا' اُن کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا' اُن کی عداوت کو اپنی عداوت قرار دیا **الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنة** حسن وحسین یہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔۔ یہ میرے دونوں دُنیا کے پھول ہیں۔۔ **انا مدینة العلم وعلی بابھا** میں علم کا شہر ہوں علی اس کے دروازہ ہیں **یاعلی حبك ایمان وبغضك نفاق** اے علی تمہاری محبت ایمان ہے اور تمہارا بغض نفاق ہے **احب الله من احب حسینا وابغض الله من ابغض حسینا** میں نے حسین سے محبت کی اللہ نے اُس کو اپنا محبوب بنا لیا اور جس نے حسین سے عداوت کی' اُس نے اللہ کو اپنا دشمن بنا لیا۔

یہ ساری باتیں' سارے مقامات اور یہ منزل اس لئے دکھائی جارہی ہے کہ اُن کو ماننے اور چاہنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اُن سے جب ہم محبت کریں گے تو ہدایت پر رہیں گے۔ سرکارِ رسالتﷺ نے کیا پیاری بات کہی ہے **حب علی یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب** یعنی علی کی محبت گناہوں کو ایسا کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

محبت کے لفظ سے الجھ کر مت رہ جانا' محبت کا دعویٰ کر کے یہ نہ سمجھ لینا اور کہہ دینا کہ محبت کر لیں گے نماز کی کیا ضرورت ہے' روزے کی کیا ضرورت ہے' حج کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تم واقعی علی سے محبت کرو گے تو تم نماز پر بھی مجبور ہو گے' روزے پر بھی مجبور ہو گے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اُن کی محبت ہو اور اُن کی اداؤں سے محبت نہ ہو' اُن کے کردار سے محبت نہ ہو' اُن کی رفتار سے محبت نہ ہو۔۔ لفظ محبت سے الجھنا نہیں ہے۔

محبت کی تشریحیں : محبت کے عجیب مزاج اور درجے ہوتے ہیں۔ فنا الفنا کا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے کو محبوب کی ذات وصفات میں ایسا فنا کر دے کہ اس فنا ہونے کا

بھی عرفان نہ ہو، اپنے کو فانی کہنے کی بھی اس میں سکت نہ ہو، ایسا فنا کر دے تو یہ فنا الفنا کی منزل ہے۔ مٹ جانا اور فنا ہونا دو طرح کا ہے۔۔ایک طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا یہ ہے کہ قطرہ دریا میں چلا گیا اور اپنے وجود کو دریا میں شامل کر لیا۔ دوسری طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا یہ ہے کہ قطرہ ساحل پر آ کے سر پٹک کر رہ گیا۔۔ یہ دو طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا ہے مگر دونوں کے فنا ہونے میں فرق ہے کہ وہ قطرہ جو جا کر پانی سے ملا وہ فنا ہو کر ایسا باقی ہوا کہ اب اُس کو مٹانے کے لئے پورے دریا کو مٹاؤ اور وہ قطرہ جو ساحل پر آ گیا اُس کا وجود ہی ختم ہو گیا۔ مطلب یہ ہوا کہ جب حق، حق سے ملتا ہے تو فنا بھی ہوتا ہے اور باقی بھی رہتا ہے اور جب حق، باطل سے ملتا ہے تو بالکل فنا ہو جاتا ہے، اس کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ قطرہ قطرے سے ملا تو دریا بنا، دریا سمندر میں گیا تو سمندر ہو گیا، سارے دریا، ساری بہنے والی ندیاں، سمندر میں جا کے فنا ہو جاتی ہیں مگر فنا ہو کر بھی باقی رہتی ہیں۔۔سمندر تو نہیں بنتیں مگر فنا ہو کے بھی باقی رہتی ہیں۔ ان کے فنا ہونے کا بھی کوئی ادراک نہیں ہوتا۔تو یہ ایک ایسی وجدانی کیفیت ہے کہ اس کی تشریحات کو سمجھانا اور سمجھنا دونوں دشوار ہے۔

محبت کے لئے جو کم سے کم درجات ہیں وہ یہ ہیں کہ تم اپنے محبوب کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سلوک کرو اور سمجھو کہ بہت کم کیا۔۔اور محبوب اگر تمہارے ساتھ تھوڑا کر دے تو سمجھو بہت زیادہ کیا۔ صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کرو کہ انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کے رسول کے قدموں پر قربان کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اگر کسی کے لئے کوئی اچھا فقرہ استعمال کیا تو وہ اسی پر فخر کرتے رہے۔

علی ولی : سیدنا علی مرتضٰی کے نام میں بھی بہت خوبی ہے بہت ستھرا اور پاکیزہ نام ہے یہ بگڑنے والا نام نہیں ہے۔ اگر نام کو بگاڑ اور بدل کر پُکارے تو ولی بنتا ہے یعنی علی ولی ۔۔ یہ اس لئے کہ رسول نے اُن کو بنا دیا اور سنوار دیا ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاک پر لیٹے ہوئے ہیں اور جسم مبارک پر خاک کا کچھ حصہ لگ گیا ہے، حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا **یا ابا تراب** کنیت رکھدی۔ تراب کہتے ہیں مٹی کو اور اَب

کہتے ہیں باپ کو۔ اے مٹی کے باپ **یاابا تراب** اے مٹی کے باپ (مٹی والے)۔ یہ کونسا اچھا نام تھا' یہ کونسی خوبی والی بات تھی' مگر سیدنا علی مرتضٰی کو جب کوئی **یاابا تراب** کہتا تھا تو وہ اتنا مسرور ہوا کرتے تھے جیسے دارین کی انہیں نعمت مل گئی ہے۔۔اس لئے کہ یہ محبوب کے منہ کا نکلا ہوا فقرہ ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلّیوں سے محبت تھی اور وہ ایک بلّی اپنی آستین میں چھپا کر جارہے تھے حضور ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا **یاابا هريرہ**۔ عربی میں ہریرہ بلّی کے بچّے کو کہتے ہیں' مطلب یہ ہے کہ اے بلیوں والے' اے بلیوں کے باپ ۔۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت ابوہریرہ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ بس وہ اپنے کو یہی بتاتے رہے کہ ہم ابوہریرہ ہیں' آپ کا نام لوگ بھول گئے اورابوہریرہ مشہور ہوگئے ۔۔۔تم محبوب کے ساتھ کوئی بھی سلوک کرو' سمجھو کچھ نہیں کیا اور وہ ایک فقرہ دیدے تو سمجھو کہ کائنات مل گئی **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**۔

محبت کا تقاضہ : محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر محبوب کی زندگی بھرتم اطاعت وفرمانبرداری کروتو سمجھو کچھ کیا ہی نہیں۔۔اور اگر ایک نافرمانی ہوجائے تو سمجھو بہت کچھ ہوگیا' ایک عظیم بات ہوگئی جونہیں ہونی چاہیے۔ یہ محبت کی علامتیں ونشانیاں ہیں نیز محبت کا یہ بھی تقاضہ ہے کہ محبوب کی موافقت اُس کی موجودگی میں بھی کریں اور جب محبوب سامنے نہ ہوتب بھی موافقت کریں۔محبوب کی اطاعت کواپنے اُوپر لازم کرلویعنی وہ جس بات کا حکم دے اُس کی اطاعت کرواور جس کی وہ خواہش کرے اُسے ضرور کرو چاہے وہ کہے یا نہ کہے۔ محبوب کے اُوپر اپنے جان ومال اپنی پوری کائنات اپنے خواطر اپنے عزائم اپنے دِلی ارادے اپنی کیفیات سب کوایسا قربان کردو کہ سب کا مالک اُسے سمجھ لواور سب کچھ اُس پر قربان کرنے کے بعد یہی سمجھو کہ ابھی ہم نے کچھ کیا ہی نہیں' ابھی ہم کچھ کر ہی نہیں سکے یعنی مُحِب اپنے محبوب کواپنے اِرادوں' اپنے عزائم'

اپنے افعال، اپنی ذات، اپنے اموال اور اپنی موجودہ حالت کا پورا مالک بنا دے اور اُن تمام کو اُس کی مرضی کے لئے وقف کر دے اور اُسی کی مرضی اور اُسی کی پسندیدہ چیزوں سے راضی رہے، اُس کے سِوا کِسی اور کی مرضی پر نظر نہ کرے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: محبت یہ ہے کہ مُحِب ماسویٰ المحبوب کو اپنے دل سے بالکلیہ مٹا دے۔ یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی فراموش کر دے اور ظاہر ہے کہ کمالِ محبت کا تقاضہ یہی ہے، کیونکہ اگر دِل میں محبوب کے سِوا کی بھی گنجائش رہی اور دل غیر محبوب کا بھی مسکن رہا تو یقیناً محبوب کی محبت خالص نہیں ہوسکتی اور اس میں کسی نہ کسی طرح کی ملاوٹ ضرور رہے گی جو شانِ محبت کے خلاف ہے۔

محبت کی تشریح کرتے ہوئے ایک عجیب پیاری بات کہی گئی ہے وہ اہل فہم حضرات کے لئے بہت ہی اونچی بات ہے کہ محبوب سے محبت کرو تو تمہاری کیفیت یہ ہو کہ تم کو اپنے اوپر شرم آئے۔۔محبوب کو اتنا عظیم، اتنا بلند، اتنا برتر سمجھو کہ اپنی محبت کی وجہ سے تمہیں شرم آئے کہ میں اتنا نیچا اور اتنا کم، اس کے باوجود اتنے اونچے اور عظیم المرتبت محبوب کو چاہتا ہوں۔۔گویا میں نے محبت کر کے اپنے محبوب کی توہین کر دی۔۔اس لئے کہ کہاں میں اس لائق کہ میرا وہ محبوب بنے۔۔مجھے غیرت آتی ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب کہوں، مجھے شرم آتی ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب ظاہر کروں۔ الغرض محبوب کو عظیم سے عظیم سمجھو اور اپنے کو حقیر سے حقیر شمار کرو۔۔یہ ہے محبت کی بات۔

عجیب محبت : حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگ رسول سے محبت بھی کریں اور رسول کو اپنی طرح سمجھیں۔ رسول سے محبت بھی کریں اور رسول کا تصور بھی ذہن میں نہ ہو۔۔حالانکہ محبت کا مزاج یہ ہے کہ محبوب کو عظیم سمجھا جائے اور اپنے کو حقیر تصور کیا جائے، پھر یہ سوچا جائے کہ ہم نے اُس کو اپنا محبوب بنا کر شان نہیں بڑھائی بلکہ ہمیں تو شرم آنی چاہیے کہ ہم حقیر و کمتر ہو کر اتنے اونچے اور عظیم المرتبت کو اپنا محبوب کہہ دیا، گویا یہ ایک طرح اُن کی توہین

ہوگئی کیونکہ ہم اس لائق نہیں کہ ہمارا وہ محبوب بنے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** یہ سب وجدانی کیفیات ہیں' جو محبت کے جس درجے پر فائز تھا اُس نے محبت کی وہی تشریح کر دی۔ تو میرے رسول اس لئے تمہیں اپنی اہل بیت اور اپنی آل کی محبت کا پابند بنا رہے ہیں۔ اپنے آل کے فضائل اور اپنے آل کے اوصاف اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ جب تم اُن سے محبت کرو گے تو اس وقت اُن کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گے اور جب تم اُن کی اطاعت کرو گے تو اسلام کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے گا۔ دیکھو کتنا بڑا کرم ہے کہ ہم اُن کی اطاعت کریں' ہمارا جو اطاعت کا فریضہ ہے وہ ادا ہو' خدا کا فرض ادا ہو' رسول اُسے اپنا اجر قرار دیں۔۔ سراسر فائدہ ہمارا' سراسر نفع ہمارا اور سرکار کہیں کہ تم نے ہمارا صلہ دیدیا' تم نے ہمارا بدلہ دیدیا۔

محبت کی آزمائش : محبت کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ سنت الٰہیہ دیکھو کہ محبت کا جس نے جتنا بڑا دعویٰ کیا اتنی ہی بڑی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔۔ اے خلیل محبت ہے تو دیکھو آتشکدہ تیار کیا جا رہا ہے' محبت ہے تو اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دو' محبت ہے تو اے زکریا سَر پر آرا چل جائے اُف نہ کرنا' محبت ہے تو اے یحییٰ گلے پر تلوار گذر جائے اُف نہ کرنا' محبت ہے تو اے نوح پتھروں سے سَر تمہارے لہولہان ہوں اُف نہ کرنا۔۔ الغرض محبت قربانیوں سے آزمائی جاتی ہے۔ صحابہ کرام اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر رسول کے اُوپر اپنی متاع کائنات کو لٹاتے تھے اور گردنیں کٹاتے تھے۔۔ یاد رہے کہ اطاعت واتباع سے آزمائش کا پتہ چلے گا۔ جب آپ کسی سے محبت کریں اور اطاعت' اتباع وپیروی نہ کریں تو وہ نفاق سمجھا جائے گا۔ صحابہ کرام' رسول کریم ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے تھے اس لئے وہ سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے تھے۔۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دِلوں کو رسول کی محبت کا مدینہ بنا دے اور ہمارے دِلوں میں رسول کی محبت کو ایسی جگہ دے کہ ہم بھی اس محبت کا کچھ عرفان حاصل کرسکیں اور اس محبت کے صدقے میں ہم اطاعت واتباع کی منزلیں طے کرسکیں۔ (آمین)

محبت کی آزمائش بارگاہِ امام رضا میں : حضرت امام رضا کے سامنے ابوسہل خراسانی بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے دوستوں کی کثرت کی بات چیت کی کہ اے امام آپ کے چاہنے والے تو بہت ہیں' آپ کے اُوپر جان چھڑکنے والے تو بہت ہیں' آپ کے پروانے بہت ہیں۔ حضرت امام رضا نے اُن کی بات سنی اور حکم دیا کہ ذرا شعلے بلند کرو' انگارے روشن کرو۔۔اور جب انگارے روشن ہو گئے تو انہیں سے کہا' میں حکم دیتا ہوں کہ تم انگارے میں چلے جاؤ' وہ معذرت کرنے لگے۔ امام آپ مجھے معاف کر دیں' مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔حضرت امام خاموش رہے۔اتنے میں حضرت امام رضا کے چاہنے والے حضرت ہارون مکی دور سے آتے ہوئے نظر آئے اور جب وہ آئے تو حضرت امام رضا نے کہا' ہارون اس آگ میں داخل ہو جاؤ' انہوں نے پوچھا بھی نہیں کہ حضرت معاملہ کیا تھا' بات کیا ہے' حضرت امام رضا نے کہا اور وہ بے خطر آگ میں داخل ہو گئے۔ جب وہ حکم کی تعمیل میں بےخوف وخطر مسکراتے ہوئے کود پڑے تو آگ نے اُن کو کچھ نہیں کیا ۔۔یہ اور بات ہے کہ جو داخل ہونے کا حکم دیتا ہے وہ آگ کو بجھانا بھی جانتا ہے' اس کو ٹھنڈا کرنا بھی جانتا ہے' مگر پہلے تو امتحان تمہارا ہو گیا' آزمائش تو ہوگئی۔ جہاں تک نعمتوں کے ملنے اور انعام واکرام کی بات ہے اگر اس کے لئے محبت کرنے والوں کی لسٹ بنائی جائے تو لسٹ اتنی بڑی ہوگی کہ دو چار لائبریری تیار ہو جائیں گے اور اگر یہ یقین ہو جائے کہ تمہیں خدا کی راہ میں جان و مال خرچ کرنا ہے تو پھر شاید ہی کوئی نظر آئے۔

محبت کی آزمائش میدانِ کربلا میں : محبت والے ہمیشہ آزمائے گئے' حضرت امام علیمقام سے محبت کرنے والوں کی جو آزمائش ہوئی ہے تاریخ نے وہ آزمائش نہ دیکھی ہوگی چشم کائنات نے ایسا عالم نہ دیکھا ہوگا۔کیا تم سرزمین کربلا کو فراموش کر سکتے ہو؟ کیا تم عاشورہ کی رات کو فراموش کر سکتے ہو؟ محبت کرنے والوں کی کتنی بڑی آزمائش تھی۔ حضرت امام عالیمقام مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں'

تین دن سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور اُن کے اصحاب اور اُن کے اعوان اُن کے حضور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امام مشورہ دے رہے ہیں کہ ہم تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کررہے ہیں تم سے جھگڑا نہیں ہے، تم جاؤ گے تو راستہ کھلا ہوا ملے گا، ہماری مدد کے لئے آنے والوں کے لئے راستہ بند ہے مگر ہمیں چھوڑ کر جانے والوں کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے۔ ہم تم سے کوئی مواخذہ نہ کریں گے۔۔ یہ سُن کر سب خاموش رہے۔ حضرت امام نے سوچا کہ اُن کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ جب ہم رسول کے نواسے کو چھوڑ کر جائیں تو قیامت میں رسول کو ہم منہ کیا دکھائیں گے۔۔ تو حضرت امام نے خود ہی فیصلہ فرما کر کے کہا کہ قیامت کی فکر مت کرنا، چلے جاؤ، بخشوانے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں، میں بخشواؤں گا تم چلے جاؤ۔ تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالو۔۔ پھر دیکھتے ہیں کہ وہ سب بدستور اپنی جگہ پر خاموش ہیں تو حضرت امام نے سوچا کہ کوئی بہانہ تلاش کیا جائے، کہا کہ میرے گھر کے ایک ایک بچے کو اپنے ساتھ لے جاؤ تاکہ باہر والا جب تم سے کبھی کچھ پوچھے کہ تم امام کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے تھے تو کہہ دینا کہ امام نے اپنے کام سے ہمیں بھیجا تھا، ہم امام کو چھوڑ کر نہیں آئے بلکہ امام نے ہمیں اپنے کام سے بھیجا تھا۔۔ یہ سب کچھ سُن کر بھی سب خاموش رہے۔ امام سوچتے ہیں کہ چراغ جل رہا ہے روشنی ہے ہم اُن کو دیکھ رہے ہیں یہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، چراغ کو گل کر دیا جائے کہ تاریکی ہو جائے گی تو ہوسکتا ہے اندھیرے میں کوئی چلا جائے، ابھی جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے حیا آتی ہے تو حضرت امام نے چراغ کو گل کر دیا اور تھوڑی دیر بعد جب چراغ دوبارہ روشن کیا تو دیکھا کہ سارے اصحاب ویسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کے بیٹھنے کا انداز بتا رہا ہے کہ اے امام! اگر ہم اس شمع کے پروانے ہوتے تو اُس کے گل ہوتے ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں مگر ہم تو اس شمع امامت کے پروانے ہیں، یہ شمع

جل رہی ہے اور پروانہ چلا جائے یہ پروانے کے مزاج کے خلاف ہے۔ ہم اس شمع کو بجھنے سے پہلے ہی اپنے کو بجھا دیں گے مگر اپنی زندگی میں اس شمع کو بجھنے نہ دیں گے۔ حضرت مسلم کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ اے امام: آپ ہم سے جانے کی بات کرتے ہیں، خدا کی قسم ہم اپنے نیزوں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر ہمارے نیزے ٹوٹ گئے تو ہم اپنی تلواروں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر ہمارے ہاتھ میں تلواروں کا دستہ نہ رہا تو ہم پتھروں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر میں اُس قابل بھی نہ رہا کہ پتھر چلاسکوں تو آپ کے قدم ناز پر میں اپنی جان کو قربان کردوں گا مگر جا نہیں سکتا۔ ایک دوسرے ساتھی کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ اے امام: اگر ہمیں بار بار جلایا جائے، زندہ کیا جائے، جلایا جائے، زندہ کیا جائے پھر بھی ہم آپ کی اطاعت ورفاقت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ محبت کرنے والوں کا یہ امتحان ہو رہا ہے اور آزمائش ہو رہی ہے اور یقیناً اُن محبت کرنے والوں نے ثابت کردیا کہ امام کے چاہنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ واقعی رسول نے جو اجرِ رسالت مانگا تھا کربلا والوں نے دیدیا اور اُن کی وفاداری کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا، بنی ہاشم کے دامن پر آنچ نہ لگ سکی۔ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا تو آل امام اور آل رسول کا دامن بھیگ نہ سکا۔ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا آل امام اور آل رسول پر ایک خراش تک نہ آسکی۔ بہادروں نے رات کو جو وعدہ کیا اُسے دن میں سچ کرکے دکھا دیا۔ محبت آزمائش کے بغیر سمجھی نہیں جاسکی۔۔ اے رسول کے چاہنے والو اور اے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی محبت کرنے والو! نہ جانے کیسی کیسی آزمائشیں تمہاری ہوسکتی ہیں، نہ جانے کیسے کیسے امتحانات تمہارے ہوسکتے ہیں، ہر امتحان اور ہر آزمائش کے لئے تمہیں تیار رہنا چاہیے۔۔ یہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں کوئی حسین ابن علی نہیں، یہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں کوئی خالد ابن ولید نہیں،

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی ابوعبیدہ نہیں، کوئی صدیق نہیں، کوئی فاروق نہیں، کوئی عثمان نہیں ۔۔مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا خدا رحیم وکریم ہے ۔۔اُن کے ساتھ جو امتحان کی صورت تھی وہ ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارے لئے کچھ نہیں، ہمارے لئے تو یہ پانچ وقت نماز کا پڑھنا ہی آزمائش بن گیا ہے۔ اللہ اللہ اس دور میں پانچ وقت کا نماز پڑھنا آزمائش کی بات ہوگئی :

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے — یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے — من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اللہ تعالیٰ ذوقِ سجدہ عطا فرمائے: آج ہم سے یہ کہاں مطالبہ کیا جارہا ہے کہ پہاڑ سے چھلانگ لگا دو، ہم سے تو یہی کہا جارہا ہے کہ فجر کی نماز کو فراموش نہ کرو، ظہر کی نماز تم پر فرض ہے، ہم سے یہی کہا جارہا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ (عصر) بڑی اہم ہے اُس کو نہ بھولنا، ہم سے تو صرف پانچ وقت کی نماز کی بات کی جارہی ہے۔ایمان والو! تم پانچ وقت کی نماز کی پابندی کر کے دیکھو، حساب لگاؤ، دنیاداری کے انداز سے سوچو اور پھر بتاؤ اس نماز کے پڑھنے سے تمہارا نقصان کیا ہوا، روزہ رکھنے سے تمہارا نقصان کیا ہوا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے سے تمہارا کیا خسارہ ہوا، آپ دیکھیں گے تو کوئی نقصان نہیں پائیں گے اس لئے کہ جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس سے زیادہ فضولیات میں گذر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پڑھنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، زندہ رکھے تو مسلمان کی زندگی عطا فرمائے، موت دے تو مسلمان کی موت عطا فرمائے، ہمیں ایمان واسلام پر ثابت قدم رکھے۔ الٰہ العالمین ہمیں زندہ رکھے تو ایسی زندگی دے جو رکوع کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت دے جو رکوع کرنے والوں کی موت ہو، ہمیں زندگی دے تو ایسی زندگی دے جو سجدہ کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت

دے کہ ساجدین کے ساتھ ہمارا حشر ہو٬ راکعین کے ساتھ ہمارا حشر ہو٬ سالکین کے ساتھ ہمارا حشر ہو٬ عارفین کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور تیرے فضل وکرم سے انبیاء ومرسلین کے ساتھ ہمارا حشر ہو٬ اولیائے مقربین کے ساتھ حشر ہو٬ بزرگانِ دین کے ساتھ ہمارا حشر ہو٬ دل میں اُن کی محبت ہو٬ دل کے اندر اُن کی اطاعت کا جذبہ ہو۔

آج ہم بہت ساری مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ بے دینی٬ بدمذہبی٬ الحاد کے حملے ہیں جو ہر طرف سے ہمارے اُوپر ہو رہے ہیں۔ ہم کو دل کی گہرائیوں سے دُعا کرنا چاہیے: اے خدا تعالیٰ! زمانہ کی آفتوں سے ہم تمام مسلمانوں کو بچا٬ آشوب روزگار سے تمام مسلمانوں کو بچا اور بدمذہبوں اور بے دینوں کی ریاکاریوں سے بچا اور اُن کے دامِ فریب میں جانے سے بچا۔ ہمارے کتنے ایسے بھائی ہیں جو اپنے دل میں نیک خواہشات رکھتے ہیں٬ مولیٰ تعالیٰ اُن کی خواہشات اور اُن کی نیک تمناؤں کو پورا فرما دے٬ مولیٰ تعالیٰ جو بیمار ہیں اُن کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرما اور جو بے اولاد ہیں اُن کی گود کو آباد فرما۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ — صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا — اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجِّدَا — صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے — نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے — تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)